



غیر مقلدین کے اعتراضات حقیقہ

تالیف مولانا محمد امجد علی صاحب صفدر
مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب صفدر
ناشر

ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

خواجہ باغ نزد پورانی لڑکانہ حیدرآباد۔ فون: 24070681

تقریظ و توثیق

بقدر حضرت علامہ قاری محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ

رازم کل پتہ مجلس تحفظ حق نبوت و استقامت در العلوم و بیہند

... الحمد للہ الرحمن الرحیم

محمد زید مصباحی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمُ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عَذْرَتَهُ يَفْقَهُونَ عَقْدَ تَحْرِيفِ الْعَالَمِينَ وَ اخْتِحَالِ الْمُبْتَلِينَ

و تَوَائِلِ الْجَاهِلِينَ! (المدخل للبیہند مشکوٰۃ صفحہ ۶۶۶ ح ۱)

(ترجمہ) اس علم (کتاب و سنت) کو ہر حیاحت آئندہ دشمن سے ایسے تیک و گ (قائل اعتقاد و تہ) لیں گے جو غلو و شدت پسندی کی تحریف و تہذیب کو دور کریں گے اور باطل پرستوں کے جھوٹ اور جامل (نادانانہ) لوگوں کے (لٹ) توائیل کو دور کریں گے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ ستہ زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کی طبیعتوں میں غلو و تشدد پسندی ہوگی۔ اور علوم اسلامیہ سے بے بہرہ ہوں گے اسکے باوجود قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کی جسارت کریں گے اور جو چیز قرآن و احادیث شریفہ میں نہیں آئی ہے اس کو زبردستی دلیل قرآن و سنت کی طرف منسوب کرینگے ان مرض علوم بحیثیت تحریفات و عیوالات زائد کرتے پھریں گے جو براستی کے لئے پریشانی و تشویش کا باعث ہوں گی۔

لیکن ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دے کر اطمینان کا سامان مہیا فرمادیا کہ ان غلو پسندوں، باطل پرستوں اور جاہلوں کی ساری محنت یاد ہوا ہو جائے گی۔

تفصیلات طباعت

نام کتاب: مجموعہ رسائل

صفحات: ۸۸

مصنف: حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر او کاؤنی مدظلہ

ماہنامہ صبح: مولانا محمد عبدالقوی

ناشر: ادارہ اشرف العلوم، میدآباد

طباعت: السعدیہ پرنٹریں، حیدرآباد 9849766790

ملنے کے پتے

۱۸۰ مکتبہ فیض ابراہیم 138/B-2 اکبر باغ، ملک پیٹ حیدرآباد، فون 4556467

۱۸۰ ادارہ دارالافتاء والدعوقہ، نزد پٹرول پمپ ایسے موٹرس چور با، جودھپور۔ ۳۵

کیوں کہ ان کے مقابلہ کے لئے ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو مسندِ صلحین سے فتنے
اعتقادِ جافقین ہوں گے اور ان سے علومِ نبویہ (کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم)
کو حقیقی و برحق تفسیر و تشریح کے ساتھ حاصل کریں گے، ان کی زندگی کا ایک اہم مقصد یہ
ہوگا کہ جب بھی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے معانی بیان کرتے ہیں یہ خود چترِ تحریف
سے کام لیں گے۔ یا جھوٹ ثابت بیان کریں گے (کہ یہ بات کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جبکہ وہ بات ثابت نہ ہو) یا محض اپنی رائے سے کتاب
اللہ و حدیث شریف کے خلاف معنی بیان کریں گے تو یہ (اصول کے سچے جانچنے) پر حریف
لوگ انہیں تحریف، کذب، اور کاذبیت کا پردہ چاک کر کے رکھ دیں گے۔

جس کے نتیجے میں تعلیماتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام صاف صافین کے غریب
سے اور انہی کی اولاد کے ساتھ جماعت کے ساتھ منقطع ہو کر امت کے سامنے جتنی رنج و تارک
تمام امت مسلمہ "نا انا علیہ و اصبیانی" کی واحد راہ حق پر قائم ہو کر بہتر فرقوں کی تسلیت سے
محفوظ رہیں گے اور آخرت میں بھی مذاب و دوزخ سے ایک اللہ شہداء کیجئے پائیں گے یہ
خلف (مسندِ صلحین کی پانچین جماعت) کسی ملک یا کسی علاقے کے ساتھ خاص نہیں ہے
اس کے افراد مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں بھیجے ہوئے ہو سکتے ہیں ہر حال قیامت
تک ہر زمانہ میں ان کا وجود باقی رہے گا اور ان تعالیٰ کی خاص مدد ان کے ساتھ ہوتی رہے گی۔

بہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا يزال طائفة من امتي منصورين لا يضرهم من خذلهم حتى تقوم الساعة (مشکوٰۃ باب
ثواب هذا الامۃ صفحہ ۵۸۴ جلد ۲)

میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ رہے گی (نہ ان کا جانب سے) اس کی مدد
کی جائے گی اور وہ شخص جو ان کی مدد کرے ان کو نقصان نہ پہنچائے گا یہاں
تک کہ قیامت پر قائم ہو جائے۔

اور اس جماعت کا ثواب بھی قابلِ رشک ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

و من یؤدی عنہ لایؤدی عنہم منہم منہم (توالہ سابق)
اس امت کے آخر میں یہی قوم ہوگی جن کے لئے پہلے لوگوں کے ثواب کی
طرح ثواب ہوگا۔

بڑے خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو مسندِ صلحین کے وفقِ جانچنے کی اس
مبارک جمعیت میں شامل ہو کر تعلیماتِ نبویہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی حفاظت و
اشاعت کا فریضہ تقرر و تحریر و خیر کے ذریعہ انجام دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

چند نچے یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ جو ممبر ہیں دارالعلوم دیوبند کے بوشمار فاضل
مرانا مفتی محمد یوسف جڑا سپوری تھے علمِ دور ان کے درو منہ احباب و رفقاء نے دارالافتاء
والدعویٰ کے نام سے ادارہ قائم کر کے اجتماعی طور پر منظم انداز سے کتاب و سنت کی صحیح
تعلیمات کو عام تک پہنچانے کا پروگرام شروع کر دیا ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ
حضرت مولانا محمد امین دکانوی بذیہ محمد حم کے مجموعہ رسائل میں سے سر دست تین منتخب
رسائل کی طباعت کرائی جا رہی ہے بعض اساتذہ دارالعلوم دیوبند نے ان رسائل کا گہری نظر
سے مطالعہ فرمایا ہے ان کی نگرائی میں جناب مفتی محمد یوسف موصوف نے حواصی کی
مراجعت بھی فرمائی ہے اور آئندہ بھی اس ادارہ کے ارکان کا دورِ مظلوم اور اساتذہ کرام کی
نگرائی ہی میں اپنے دعوتی پروگرام کو آگے بڑھانے کا عزم ہے۔ بلاشبہ یہ عظیم کارِ خیر ہے ایسے
اہم پروگرام کے سلسلہ میں اسے ہر سے قدسے اچھے ہر قسم کا تعاون کرنے کیلئے ہر مسلمان
کو حسبِ حکم خداوندی ملے و ملے علیٰ اسیر و شوقی آگے آنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کے
دار واران و کارکنان کو اور اس کا تعاون کرنے والوں کو قومیت اور رقیات سے نوز سے نفع
تمام شہر و مکارہ سے حفاظت فرمائے۔

(امین شرمین)

تصدیق و توثیق

بقلم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پاشا پوری مدظلہ

اسناد حدیث و فقہ و علوم دایرہ

مفسر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سنتی سمجھتے ہیں، وہی کہ یہ باہر کرتے ہیں کہ سوشلسٹ کرتے ہیں کہ ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے کرتے ہیں۔ اور صرف صاحبین ہیں صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہیں، ان کے برخلاف، ائمہ اربعہ کے مقلدین اپنے اماموں کی انتہائی تقلید کرتے ہیں۔ مثلاً ان کے ہر امر اور ہر فریضے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ پیروی کرتے ہیں نہ سلف کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اگر وہ صحیح معنی میں حدیث رسوں پر عمل کرتے والے اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے والے ہوتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر ضرور عمل کرتے۔

علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین من بعدی تسکون اہواء رعیوا علیہا بالنواحد
(ابو امامہ اور داؤد، نسائی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ)

ہم پکڑو تم میری سنت و میرے راہ و یا سب ہر ایت سب خلفاء کی سنت، تمام لو اس کو اور ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں جن مسائل پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع اور اتفاق ہو چکا ہے، ان میں صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنا اپنے لئے باعث نجات سمجھتے تھے۔ ان کے برخلاف، ائمہ اربعہ کے تمام مقلدین خواہ حنفی ہوں یا شافعی چاہے حنبلی ہوں یا مالکی، مذکور بالا ارشاد نبوی کے بلیغ نظر خلفائے راشدین کے زمانہ میں جن مسائل فقہیہ پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع و اتفاق ہو چکا ہے، اس کی خلاف ورزی کو ناجائز اور گمراہی قرار دیتے ہیں۔ اب آپ الصالحہ سے بتائیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے والے وہ ہیں یا ہم؟

تائید و تسلیں

از حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب مدظلہ

مقیم حال مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله و تعالیٰ علیٰ رسولہ الکریم

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ در صغیر ہندو پاک میں دین اسلام کی اشاعت کرنے والے بیشتر علماء کرام ہزارگان دین اور شاہان اسلام حنفی ہی تھے۔ انہوں نے مدارس و مساجد اور خانقاہیں آباد کیں۔ بارہویں صدی تک مسلمان ائمہ و اتفاق کی پر سکون فضا میں ترقی کرتے رہے جو نئی انگریز کے منکوس لہر یہاں پہنچے انہوں نے مسلمانوں میں مختلف فرقوں کو جنم دیا اور اسی انگریزی دور سے تین تک تفریق و اختلاف قائم ہیں۔ کبھی یہ اختلافات جوش میں آکر خطرناک صورت حال اختیار کر لیتے ہیں، اور پھر اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم سے ٹھنڈے بھی ہو جاتے ہیں۔ آج کل مسلمانوں کی مختلف جماعتوں میں سے ایک چھوٹی سی جماعت جو چند فردی مسائل (رفع بدین، امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے، آئین کو زور سے کہنے) کو لیکر انہیں اپنا امتیازی مسلک اور اپنا شخصیت بنانا چاہتی ہے۔ وہ دوسروں کو اہل راستے اور اپنی جماعت کو اہل حدیث سمجھتے ہیں۔ یہ جماعت چاروں مذاہب حق کو مٹا کر اپنے آزاد مشرب کو رائج و عام کرنا چاہتی ہے اور ان میں سر ٹوڑ کر کوشش کر رہی ہے۔ اور اپنے آزاد مشرب کی شہرت و ترویج کے لئے ہر قسم کے غلو اور تشدد کو روا سمجھتی ہے۔ اور علماء اسلام، ائمہ مجتہدین کی توہین و تذلیل کرتا جائز بلکہ ضروری سمجھتی ہے۔ جمہور امت جو چاروں اماموں کے مقتدین ہیں ان کو مشرک اور تھلیہ کو حرام و شرک سمجھتی ہے۔ ان حالات کی وجہ سے امت مسلمہ میں زبردست یگاڑ ہو رہا ہے اور اختلافات بڑھ گئے ہیں۔ لوگ راہ حق کے متعلق شکوک

و شہادت کے شکار ہو رہے ہیں۔

مشرکین ہرگز ہرگز مشرک نہیں ہیں وہ اماموں کو خدا کا شریک نہیں مانتے پھر مشرک کیسے ہونگے؟ وہ صرف اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ان اماموں کو قرآن اور حدیث کیجئے اور نبھانے کی اولاقت بخشی تھی وہ اور علماء کو حاصل نہیں ہوئی اسی لئے جو کچھ ان چاروں اماموں نے قرآن و حدیث سے سمجھ کر بتلایا اس کو مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

و اتہ یہ سچہ کہ اس جماعت کے اکثر لوگ اہل حدیث ہیں نہ غیر مقلد ہیں اور نہ سنی ہیں بلکہ اسلام کے بہت سے گمراہ فرقوں کی طرح ایک گمراہ فرقہ ہے۔ ان میں سے علم رکھنے والے لوگ اپنی کتابوں میں چاروں اماموں کی حقانیت کا اقرار کرتے ہیں ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان کا ادب و احترام کرتے ہیں دیکھو تاریخ اہل حدیث جہاں مقلد علماء و مقلد محمد اور اہم میر سیالکوٹی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کو اصلاح حق کی توفیق دے تاکہ اختلاف اور افتراق کی تلخ چھوڑ دیں اتحاد و اتفاق کا اسلامی سبق یاد کریں لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کریں اسلام سے نکلنے کی دھم چھوڑ دیں۔ آمین۔



احوال واقعی

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یہ رسالہ دراصل حضرت مولانا محمد امین صاحب صدر اوکاڑہ کے نین مضامین کا مجموعہ ہے جسے ہندوستان میں ادارہ دارالافتاء والدعوة، جو دھپور راجستھان نے اکابر علماء دیوبند کی نعرہ شانی و پسندیدگی کے بعد حوالوں کا پورا اطمینان کر کے شائع کیا ہے۔

بعض احباب کے تقاضے اور خواہش پر راقم الحروف نے کتابت کی تصحیح، جدید کمپوزنگ اور بعض عناوین و الفاظ میں انتہائی جزوی تغیر کے ساتھ ادارہ ہذا سے شائع کیا ہے۔

بڑا دکھ اور افسوس ہوتا ہے کہ اس حساس اور نازک مرقع پر جبکہ مسلمانوں پر ارجمند و الحاد کے مسلسل قارچی حملوں کا سلسلہ جاری ہے، ان داخلی نہایت ضمنی امور پر صلاحیت و سرمایہ کو صرف کیا جائے۔ مگر خدا بھلا کرے اور توفیقِ تدبیر عطا فرمائے ہمارے غیر مقلد برادری کو جنہوں نے بڑے شدد کے ساتھ دیانت و امانت اور علمی وقار و اسلامی سنجیدگی سے بالکل علاحدہ ہو کر ان مسائل کو عوام الناس میں شب و روز کا موضوع بنادیا ہے۔ اب نا بالغ و نا کج بچے تک شارح بخاری و مصلح فقہاء بنے ہوئے ہیں۔ احکام و مسائل احادیث و دلائل علماء و فقہاء، کم علم بلکہ بے علم نوجوانوں کی دل لگی کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔

اندھیرے سے روشنی کی جانب

تہذیب و تمدن کا نام ہے۔ علم و عباد اور شرافت و ہمت دھڑی کا بول بالا ہے۔ ناکچ لوگ صبر ان ہیں اور سمجھدار و علم دوست حضرات شکوہ کتاں کہ آخر یہ کونسی دین کی خدمت ہے جس کی ہدیہ اسلام میں نظیر نہیں ملتی۔ بلاشبہ پسے بھی یہ مسائل زیر بحث رہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ اُس وقت اس کا میدان تحریر و تصنیف یا سنجیدہ علمی محافل تک محدود تھا۔ اور اب ہر جہل و جاہل اور ان پرہ اپنا ہیدائشی حق سمجھتا ہے کہ وہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کی گردن ناپے اور اپنے غلو و ساری ملت اسلامیہ کو گمراہ پاؤں کرتا پھرے۔

ان حالات نے مجبور کیا کہ ہم تمام خارجی قوتوں کے مقابلہ اور ملت اسلامیہ کی ان سے حفاظت کے ساتھ ساتھ مدد رانی ان خلفشاروں کی طرف بھی دھیان دینا اور صحیح صورت حال سے قوم و ملت کو باخبر کریں۔

و ما توفیق الا للہ

محمد عہد نقوی

ناظم ادارہ اشرف انعم، حیدر آباد

من الظلمات الى النور

و نصابی علی رسالہ الکریم اما بعد

دیہات کی زندگی تھی اور میرا بچپن۔ موان یہ تھا کہ اسے قرآن پاک کی تعلیم کمالی جاسے گاؤں میں ایک مسجد تھی جس میں تقریباً ہر جمعہ کو جھگڑا ہوتا۔ بریلوی حضرات یہ بتاتے تھے کہ یہاں ہمارا امام مقرر ہوا اور غیر مقلد چاہتے تھے کہ ہمارا امام مقرر ہو اور دیوبندی مسلک کا ایک ہی گھر تھا کہ کسی گنتی میں نہ شمار میں۔ کئی دفعہ جھگڑا طویل پکڑ جاتا تو چھ ماہ مسجد میں کوئی بھی امان نہ ہوتا اور کبھی دودھ جھاتیں شروع ہو جاتیں۔ والد صاحب اس بارے میں پریشان تھے۔ آخر انہوں نے میری فیصلہ فرمایا کہ اہل بہت کی نسبت غیر مقلد توحید میں اچھے ہیں۔ ان کے پاس ہی قرآن پڑھایا جاسے۔ چنانچہ تعلیم قرآن کے لئے ایک غیر مقلد عارفنا صاحب کے سپرد کر دیا گیا۔

طریقہ تعلیم

چونکہ اسکول میں ۱۰ سال پانچویں جماعت میں پڑھنا تھا۔ ابجد شناس تو تھ ہی۔ اس لئے شروع سے ہی پہلے پارہ سے سبق شروع ہو گیا۔ استاد صاحب دو تین آیتیں کھلو دیتے، ہم رٹ لیتے۔ اس کے بعد استاد صاحب ہمیں سناتے کہ میں نے فلاں حنفی مشقی صاحب کو شکست دی، فلاں حنفی عالم کو لاجواب کر دیا۔ دنیا بھر میں کوئی حنفی نہیں، دیوبندی، بریلوی، جو ہمارا سامنا کر سکے۔ پھر وہ کوئی اشتہار لے کر بیٹھ جاتے کہ دیکھو یہ اشتہار ہمیں ساں پرانا ہے، اس میں دنیا بھر کے حنفیوں کو چیلنج کیا گیا تھا کہ صرف ایک حدیث دکھاؤ جس میں یہ بات ہو کہ آپؐ نے فرمایا آج کے دن میں نے سعیدین کو منوٰغ کر دیا۔ ایک حدیث دکھاؤ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ایک صدی کے بعد میرا دین منوٰغ ہو جائے گا اور امام ابو حنیفہ رحمہ

انتہ کی تشدید میری است چر فصل ہو جائے گی یہ اشتہار دیوبند بھیجا گیا۔ سدا پور بھیجا گیا۔ مگر کوئی حدیث نہ دکھا سکا۔ خزانہ ہنزہ دیوبند انعام بھی رکھا گیا مگر ہمارے سامنے کوئی کھڑا نہ ہو سکا۔ استاد دینی کی تمہیں ہی ہم غالی الذہن لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے کوئی تھیں۔ لیکن کبھی کبھی وہ ساتھ میں یہ بھی فرماتے کہ میں کبھی دفعہ دینی جاتے ہوں وہ دیوبند آکر گیا۔ نماز کا وقت تھا۔ تمام اساتذہ کرام اور طلبہ مسجد میں جمع تھے۔ میں نے کھڑے ہو کر اشتہار دکھایا کہ یہ اشتہار ہمیں سال سے متواتر آپ کے ہاں رہا ہے۔ لیکن آپ کیوں حدیث نہیں سناتے؟ تو استاد صاحب بتاتے تھے کہ وہ اس کے اساتذہ نے بڑی لجاجت سے یہ بات فرمائی کہ مولانا آپ جانتے ہیں ہم حنفی ہیں۔ ہم تو ابو حنیفہ کی فقہ پڑھتے ہیں۔ حدیث نہ کبھی دیکھی نہ پڑھی۔ ہم سے بار بار احادیث کا مطالبہ کر کے ہمیں شرمندہ کیوں کرتے ہیں۔ استاد صاحب کی ان باتوں کو سننے کے بعد ہم پر عالم یاں طاری ہو جاتا کیونکہ ہم نے گھر میں ہی سنا تھا کہ دیوبند کا مدرسہ دنیا بھر میں بہت بڑا مدرسہ ہے۔ جب ہمارے استاد جی دیوبند کے اساتذہ کو بھی لایا وہاں گئے تو آپ ایسے حدیث ہمیں سنائے۔

اختلاف کیا ہے؟

اب ظاہر ہے کہ ہم استاد جی سے پوچھتے کہ استاد جی آپ کا اور ابن سنت دلائل کا کیا اختلاف ہے؟ تو استاد جی فرماتے بیٹا! کھڑے ہو بھی جی صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھتے ہیں اور وہ بھی کھڑے نہیں پا کر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پڑھتے ہیں۔ حتیٰ بات پر ہمارا اور ان کا اتفاق ہے۔ آگے ہم کہتے ہیں کہ جس کا گھر پر حواہات بھی اس کی مانو۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم کلمہ نبی پاک کا پڑھیں گے اور بات امام ابو حنیفہ کی مانیں گے۔ ہم پوچھتے استاد جی امام ابو حنیفہ اگر مسلمان عالم تھے تو یقیناً نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہی لوگوں کو سمجھاتے ہوں گے، کیونکہ خیر القرون کے مسلمان عالم کے ہاں سے میں یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جان

یوچہ کر باتیں بناتے۔ استاد جی فرماتے کہ امام ابو حنیفہ بہت نیک آدمی تھے۔ ہر ان کے زمانہ میں ہی پاک کی احادیث جمع نہیں ہوتی تھیں۔ اس سے امام ابو حنیفہ نے بہت سے مسائل قیاس سے بیان کر دیے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی تاکید فرمادی تھی کہ میرا جو قول حدیث کے خلاف ہو وہ چھوڑ دینا۔ لیکن یہ حنفی ضد کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں ان شعور نہیں تھا کہ استاد جی سے پوچھتے کیا وجہ ہے کہ امت کو فقہ کے جمع کرنے کی ضرورت پہلے پڑی اور حدیث کی بعد میں۔ اصحاب صحیحہ سے یقیناً فقہ کے ائمہ اربعہ سے بعد ہوئے مگر کسی نے بھی اپنی کتاب میں نہ فقہ حنفی کے رد کا باب نہ احادیث فقہ شافعی کے رد کا۔

علم حدیث

پھر استاد جی ہمیں بتاتے کہ جس طرح کچرا کچرے کی دکان سے ملتا ہے۔ شکر۔ شکر کی دکان سے اسی طرح حدیث، صرف اور صرف اہل حدیث سے ملتی ہے۔ اور کسی مدرسہ میں حدیث پڑھانی نہیں جاتی۔ اگر ہمارے مدرسہ سے تم چلے گئے تو ساری عمر اڑیاں دگڑ گڑ کر مر جاؤ گے، لیکن تمہارے کان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کو ترس جائیں گے۔ نبی کا کلمہ پڑھتے والو! نبی کا احادیث صرف یہاں ہی پڑھانی جاتی ہیں اور بس۔ اس وقت ہمیں بھی کچھ نہ تھی اور نہ پتا تھا کہ ابن اہل حدیثوں کے بھائی ابن قرآن بھی ہیں۔ لیکن یہ تو استاد صاحب کا فرض تھا کہ ہمیں بتاتے کہ بیٹا قرآن صرف اہل قرآن سے پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ ان کا قرآن سے کیا تعلق؟ بہر حال ہمیں یہ منوانا گیا کہ ہم چار آدمی نبی پاک کو مانتے ہیں باقی سب نبی کے منکر ہیں۔

سوشل کاتھاب

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ نوافل کا ادا کرنا کیا اس پر تو مذاق اڑایا کرتے تھے۔

سنتیں بھی خاص ضروری نہیں تھیں، کیونکہ حنفی نقل اور سنتوں کا پورا اہتمام کرتے تھے۔ ہاں جو سنتیں مردہ ہو چکی ہیں ان کو زندہ کرنے کی بڑی تاکید کی جاتی تھی مثلاً تہذیب باجہ صحت میں ساتھی کے گلے پر ٹکھڑا کرنا سنت ہے جو مردہ ہو چکا ہے۔ اس پر عمل کرنا پوشیدہ کا ثواب ہے۔ اسی طرح بلند آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ بعض لوگ آمین سے چڑا کر کہیں گے وہ میری امت کے یہودی ہیں اس لئے آمین خوب بلند آواز سے کہو کیوں کہ جتنے حنفیوں کے کان تک آواز جاسے گی اتنے موشیوں کا ثواب ملے گا اور یہودیوں کو چرانے کا ثواب الگ۔

حقیقت الفتحہ

ان کے ساتھ استاذ جی کے پاس مولوی محمد یوسف بچے پوری کی کتاب "حقیقت الفتحہ" اور مولوی محمد رفیق پسروری کا رسالہ "شمشیر محمدیہ بر عقائد حنفیہ" اور "شمع محمدی" ملے ہیں۔ استاذ جی ہمیں لے کر بیٹھ جاتے اور اس میں سے کول مسئلہ سناتے، پھر پانچ منٹ تک ہم اور استاذ جی کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرتے کہ ہائے ایسا گندہ مسئلہ نہ ہندوؤں کی کتابوں میں ہے نہ سکھوں کی کتابوں میں۔ ہائے اللہ! اگر ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کو اس مسئلے کا علم ہو گیا تو وہ مسلمانوں کو کتنا دلیس سمجھیں گے۔ خلاصہ یہ کہ ہمیں یہ بات خوب ذہن نشین کرانی جاتی تھی کہ دنیا میں مذہب حنفی اتنا گندہ مذہب ہے کہ ہندو، سکھ، مجوسی، یہودی سب کافر بھی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

طریق کار

اب جب ہمارا ذہن بچہ ہو گیا تو استاذ جی فرماتے کسی ایک دوسرے حنفی نوجوانوں کو اکٹھا کر دو کہ ہمیں تمہارے مولوی صاحب کے پاس لے چلو۔ اگر وہ ہمیں حدیث دکھادیں گے تو ہم حنفی ہو جائیں گے۔ وہ بے چارے ہمیں لے جاتے۔ ہم پوچھتے

کہ مولانا یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنا۔ سوال کرنے کے بعد ہم اس کا جواب کبھی خود سے نہیں سنتے تھے۔ ہاں ہر وہ منٹ کے بعد ان دونوں حنفیوں کو گواہ بنا کر سمجھتے کہ دیکھو تمہارے مولوی صاحب کو تو ایک حدیث بھی نہیں آتی۔ جب دو چار مرتبہ ہم مولوی صاحب کو سمجھتے کہ آپ کو تو ایک حدیث بھی نہیں آتی تو فطری بات یہ کہ مولوی صاحب کو غصہ آجاتا تو ہم اب اٹھ کر آ جاتے۔ استاد صاحب بہت خوش ہوتے اور گلوں میں ہمارا تعارف کرایا جاتا کہ دیکھو اس لڑکے نے فلاں حنفی مفتی صاحب کو لا جواب کر دیا ہے۔ وہ ایک سوال کا جواب نہیں دے سکا۔ ایک بھی حدیث نہیں آتی۔ جہاں الحق و ذوق الباطل ان الباطل کان ذوقا کے فلک شگائب نمرے لگائے جاتے۔

چھ نمبر

استاذ جی اس فن کے ماہر تھے۔ فرماتے تھے کہ حنفیوں کو تیج کرنے کے لئے قرآن احادیث یافتہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ہر ان پڑھ کو تنگ کر کے موشیوں کا ثواب لے سکتا ہے۔

(۱) جب کسی حنفی سے ملو تو پہلے ہی اس سے سوال کرو کہ آپ نے جو گھڑی باندھی ہے اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟ اس قسم کے سوال کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ آپ ایک چھ سالہ بچے کو مسئلہ ٹیکل سنوڑ میں بھیج دیں وہ ہر دوئی پر ہاتھ رکھ کر یہ سوال کر سکتا ہے کہ اس دعا کا نام کس حدیث میں ہے؟ اس سوال کے بعد آ کر اپنی مسجد میں بتانا کہ میں نے فلاں حنفی مولوی صاحب سے حدیث پوچھی وہ نہیں بتا سکے، پھر ہر خیر مقدمہ بچے اور بوڑھے کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر ہر گلی میں پرو پگندہ کرے کہ فلاں حنفی مولوی صاحب کو ایک بھی حدیث نہیں آتی۔

(۲) دوسرا نمبر یہ ہے کہ خدا تمہارا گناہ تمہیں بخش جاؤ اور تمہیں کوئی گناہ کہ تم نے جو جیب میں پین لگا رکھا ہے اس کا نام حدیث میں دکھاؤ تو گھبرانا نہیں۔

(۶) چھٹے درجہ میں

سہی دور میں اس کی تحریک ختم ہوئی۔ ہمارے لکھنؤی صاحب تحریک کے مخالف تھے کیونکہ وہ قادیان کو مسلمانوں کے لیے تحریک میں غلط سمجھتے تھے۔

حضرت مولانا عبد القدیر صاحب قدس اللہ صرہ سائق شیخ الحدیث تعلیم القرآن، صاحب
بارہ وینڈی کے علاقہ سے تحریک شتر سوت کے مسند میں فرما رہے تھے۔
دونوں حضرات ۱۰۰ یوں یوں منظر کر پائے۔ اس خیال میں دکارہ کے قافلہ خیر
تہ سوت حضرت مولانا صاحب، مدین صاحب صاحب سید ہادی فاضل دیوبند بھی موجود تھے۔
وہ لاکھ دو سو بزرگ فاضل دیوبند دربار ناصر علی سید محمد نور شاہ صاحب
کشمیر و یو اللہ مرقدہ کے شخص تلامذہ میں سے تھے حضرت مولانا صاحب
دونوں حضرات کو راہی کر یا کہ وہ راہی کے بعد دکارہ میں تعمیر فرما دیں گے
چنانچہ دونوں حضرات دکارہ تشریف لے آئے۔ حلقہ سے بہت تہجد و شہد کے
ادکار و پیش علم و عرفان کی بارش ہوئی۔ وہ ان حضرات کا شاندار استقبال کیا۔

منظرہ کا شوق

اس وقت میرے غیر مقلد استاد جناب مولانا عبد القدیر صاحب محدث
کھدیو میں سے تھے مایا در فرما کر سب علماء و شائکوں سے
میں نے منظرہ کرنا ہے۔ میں نے کہا حضرت وہ کیا کریں گے خود ماہ صاحب
بھی قبر سے اٹھ کر آج میں تو سہارہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے پاس حدیث سے
لے کے پاس قیاس استاد صاحب بہت خوش ہوئے۔ دعا میں دیں اور کیا شہاد
دیا جس کا سوال تھا "دنیا بھر کے خصموں کو گیارہ سو روپے نذر کا کھنڈ چھینج
دیا۔" شہاد سے حلقہ میں ۱۰۰ یوں

عید گاہ میں

ان حضرات کا قدیم عید گاہ سے دربار میں تھا میں نے دیکھا حضرت
مولانا عبد القدیر صاحب کے گرد بہت مخلوق تھی اور حضرت مولانا عبد القدیر
صاحب سے گرد کچھ کم روٹ میں سے ہی سے لگا رہے تھے۔ ان دونوں مددگاروں

حضرت صاحب سے دربار میں میں نے ان کے پیچھے پانچ بیٹے یہاں سے
میں نے پھر سہارہ سلا خیراں دیا۔ حضرت صاحب ۱۰۰ یوں ۱۰۰ یوں طرف دیکھا
حاموس سے چونکی۔ مگر پوچھا کیا کام کرتے ہو میں نے موقوف تلاش میں تھا جھٹ
جیب سے شہاد نکال کر حضرت صاحب کے سامنے پھینکا یا در عرض کیا کہ حضرت صاحب
حدیث حضرت صاحب سے ہمیں بہت نفع کر رہا ہے۔ وہ فی حدیث میری رہبری
دیتے ہیں لیکن میرے علماء کے پاس کوئی حدیث نہیں۔ سب صاحب دربار میری رہبری
فرماتے ہیں۔ وہ یہ حدیث لکھو دیں جس میں آگیا ہو مولانا صاحب سے۔ حضرت صاحب
فرمادیں میں سے جو حدیث میں ملے۔ سب کتب سے سیریں کرو۔ یا در صاحب ہمیں
مولانا عبد القدیر صاحب نے کٹر تعمیر میں پختاب میں کی ہے۔ وہ ۱۰۰ یوں ۱۰۰ یوں
صاحب سے وہ ۱۰۰ کواں مسائل میں رہیں گی ہے۔ اس سے سمجھیں میں یہ دعا
عبد القدیر صاحب کی طرف چلا دے۔ حضرت صاحب سے مولانا کو اور دی۔ یہ مولانا کو
میں سے سب سے پہلے سمجھا میں نے ان سے کہا میں نے شہاد لکھنے کی
حدیث سے مدد میں ہے گا مولانا تنہا پھر سے کہے میں مولانا کا پیر پڑھ رہا تھا
میں تھوڑا سا پرہیز مسکرا دیتے۔ ابھی پیشانی پر نارنگی کے شکر خور آئے۔ ہر
حاج مولانا نے پیر شہاد پڑھ دیا۔

حیثیت

حضرت صاحب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ بیٹا جی بہت درست کرو۔ اگر
کولی شخص اس بیٹے سے مسد پوچھتے ہیں کہ اس کا مسد کھانے میں کیا ہے تو مسد
پوچھنے کا ہر گز متا ہے۔ اس کا عمل نہ کرنا۔ اگر کسی شخص کا یہ
مسد پوچھنے میں شہرت یا فخر ہو تو مسد پوچھنے کا گناہ ہوگا۔ در شہادت کا
انگ۔ فرمایا میں نے ہی میت سے مسد سمجھاؤں گا۔ حاصل لکھ کر صاحب مقصود ہے۔ وہ
میں سے کہا کہ میں بھی شہاد ہی نہ دے گا۔ اس کے لئے سمجھا چاہتا ہوں۔

میں وہ شہر ہے، یہ وہی وہاں آباد تھا، جی نہیں ہے کہ اس سے
 نکلتے ہوئے ہر مظلوم سے تھے، میں یہاں پہنچا ہوا ہوں، یہاں سے
 شہر کو نہ گیا تھا۔ میں نے یہاں سے تاح و سبب کی طرح، جو گاہا وہاں
 سے بھی یہاں سے نکلتا تھا، یہاں سے کہ اسکا یہاں آتا تھا، یہاں سے روپہ جہا
 میں گئے، میں نے وہاں سے وہاں سے، یہاں سے وہاں سے، یہاں سے وہاں سے
 پڑھتے ہوئے ہوئے ہیں، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے
 یہاں سے وہاں سے، یہاں سے وہاں سے، یہاں سے وہاں سے، یہاں سے وہاں سے
 میں نے یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے
 ہوئے سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے
 سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے
 تھا کہ یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے
 تھا کہ یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے
 میں نے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے، یہاں سے یہاں سے

ایک اور سوال

ستاد صاحب کی درگاہ شریفہ پر ستا صاحب کی کشتی کا پہلا وغیرہ میں
 ہی رہا کرتا تھا۔ میں وہ موٹی موٹی کاپیاں بھی پسے لکھتا تھا۔ غرض عرصہ بخار
 شریف علماء اور صاحب کشمیر محمد مدرس جلو ۲۵ء ۱۶ سہری لکھا
 تھا "تقریر ترمذی شریف سید فضل محمد صاحب مدرس کی ۱۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔"

ایک یادگار ملاقات



۳۳

۱۔ میں نے ۹ سالہ میں بھی غی میں سوھا میں نے کہا سہادی تب
۲۔ وہ تھا مجھے میں نے طرح طرح سے طر سے کا۔ میں نے لکھا
۳۔ یہی سہادی کا مندرجہ ہے بعد میں وہ جو سے درمیان سے ہوا
۴۔ یہ لکھا میں نے وہاں سب غصے میں گاں میں سے میں نے
۵۔ یہ سہادی میں پس میں نے وہاں میں سے میں نے لکھا
۶۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۷۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۸۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۹۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۰۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۱۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۲۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۳۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۴۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۵۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۶۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۷۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۸۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۱۹۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۰۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۱۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۲۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۳۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۴۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۵۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۶۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۷۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۸۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۲۹۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۳۰۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۳۱۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۳۲۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا
۳۳۔ میں نے سہادی میں میں نے لکھا میں نے لکھا میں نے لکھا

رچی نے سر میں بیباک سے ملاقات ہوئی + یہاں پر وہ سب سے پہلے
بتا دے تھے۔ وہ اصل میں بھائی میں مگر عرصہ دوڑ سے مرہیکہ میں مقیم ہیں۔ سب
نے پی سرگشت ہوں چون فرہانی کہ ہیں میاں سے جب اسے کہنے مرہیکہ
کا بیباک سناں میں گرا۔ وہ دونوں عیدیں دربارہ وہاں بھی پڑھیں
محروم عید میں، وہیں سب بھائیوں سے ملاقات ہوئی جو سبکی جماعت سے تعلق رکھتے
تھے۔ سب سے میرے پاس لٹ کی بھر مچھ سے مسلسل رہا رہا

[illegible]

چار سہاگ کے بعد ایک عید کے موقع پر ہی دو تین ٹوڑوں سے ملنے آگئے۔

[illegible]

ابن تیمیہ سے مکمل کا جس مدلول سے ہیں کہ کیا یہاں ہر شے میں اس وسیعہ است
دیر کے دے دے ہو گیا کچھ بھی نہ صدوق میں نہ ر کے کسی درہا یا سمندر میں
چاہے نہ مانے تا حضرت یونس علیہ السلام کے مچھل کے پیٹ کے مدھیرے کا
نہ نہ مانتا ہی کھینچ جائے بلکہ اس علیہ السلام والی صحیح کیفیت پیدا ہو جائے
اس طریقہ پر عمل کرے سکتا ہے اس نظر کی ضرورت نہیں بلکہ چندی گھنٹوں
میں بقصد حال و رسم کے مجموعہ، مجموعہ کہ باوجود حیثیت میں گئے کسی طرح بھی
مشکل و مصیبت باقی نہ رہے گی بلکہ مسابہ پریشانیوں وہ مصیبتوں سے بچاؤ ہو
اصل سورہہ "یوسف" البہ رجعو۔ مجھے یہاں تک کہ ہے اور اس میں بھی۔
اس قسم کی بعض چیزیں در حرورت ہم سلفیوں میں کہہ کرے گئے ہیں باللہ عظیم
کی اس قسم کی باتیں اللہ عزوجل کی دے قد سے سہر کے مترادف نہیں؟

فہم جب سے کہاں کا حضور رضی اللہ عنہ کے مسئلہ صلوٰۃ کے خلاف ہے کیونکہ
 اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ فطرت اور توحید کے باوجود صلوٰۃ کا یہ حق ہے کہ
 حضور علیہ السلام نے جو احکامات بیان کیے ہیں ان میں سے ان کو یہاں فرمایا گیا ہے کہ
 میں نے ان کو ان کے اصل میں ہی بیان کیا ہے۔ میں نے ان کو ان کے اصل میں ہی بیان کیا ہے۔
 ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکامات بیان کیے ہیں ان میں سے ان کو یہاں
 و آیات میں بیان ہے اور معمول صلوٰۃ قابل تسلیم رہا ہے جو وہی ہے کہ رسول اللہ کے
 و احکامات تو محض تاریخی حقائق ہیں اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث کے
 ج سے نہیں کم ہے۔ (مواصلہ صفحہ ۱۹۰)

[illegible]

جذبہ وحیہ صاحب نے سمجھا کہ پھر شہسب سے مجھے بتایا۔ شرعاً میں تو حج
المذربت صاحبہ رحمہ اللہ نے بدلتا ہے۔ لکھیں اور جس کا حق ہے۔ میں میں سے بھی ستر
صغیر تھوڑے اور مہیا گھڑت وایت لکھو۔ لیکن صلوٰۃ رسول صغیر بھی
صغیر حدیث نہیں ہے۔ وحیہ صاحب سے بتایا کہ ال کا۔ عمر میں تو وہ بھی مر
دری تھا جس سے میں فصل اعمال سے مراد رشتہ جو گہرا ہے۔ میں سے وحیہ

ایک جگہ فرماتے ہیں "چہ محدثائہ حیثیت سے ان پر کلام سے یکس ۶۰
 ظنی مسند نہیں جس میں دلیل و محبت کی ضرورت ہو۔ مشرت وراثت
 میں "افصال در در صغہ ۵۶" میں ہے کہ یہ تو حضرت شیخؒ کے لکھے جے ہیں اس
 کی تھوڑی سی تفصیل اور عرض کر دیتا ہوں۔ جس طرح ہمارے حساب کا خلاصہ دومی
 قاعدے میں جمع اور تفریق حدیث کی سند کے دیوں میں بھی بیہودی طور پر دومی
 ، تفسیر دیکھی جاتی ہے۔ حفظ و رد مسترکہ اس کا حافظہ چھ ہو، وروہ سیکو کار ہو فاسق
 ناعمر ہو اگر وہ میں ضعف عطا و د سے بہت دوس ہو محدثین ضعف قریب بچتے
 ہیں کیونکہ متاعب یا شوہر سے حتمہ و بنانا ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دو
 صورتوں میں گوئی کو ایک مرد کے "قرآن دیا ہے و حدیث ہی بتائی ہے کہ اگر ایک
 صورت میں جاسے تو وہ سرفراہ و داد سے کسی سے محدثین سے بہ صواب بیان
 "میں حدیث و دو سند میں دو دو ہیں۔ پھر وہ یہاں کہ جس کا حفظ
 اور ہو تو وہ میں سند میں مل کر حدیث صحیحہ میں جاسے کہ اسی سے حضرت شیخؒ
 اللہ بشارت رحمہ اللہ مستحکم یہ کر فرمایا ہے کہ "یہ مصحف سنی روایت میں
 ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ثواب و متابعت کی وجہ سے مقبول ہے۔ مگر

۱۔ حدت گھر پیسے میں تار کا سب غبار دہا میں نے کہا جھوٹا کمال میں صرّہ ہا
لوگوں سے جھوٹے حد بہا سے جھوٹے ہی ہنرے جھوٹی حد شیں ہا میں جمل کر سی
ناتی تو کیا صرف جھوٹے حد دس کا سی نکار کر دو گے یا ساتھ ہی بچے کا بھی نکار
کر دو گے صرف جھوٹے ہیوں کا نکار کر دو گے یا بچوں کا بھی نکار کر دو گے صرف
نحوں حد دس کا نکار کر دو گے یا حدت کو بھی پھوڑ دو گے۔ صرف نسل سی
سے پو گے۔ اصل سی بھی لگی میں چھٹا دو گے سہا بھی جھوٹے و اعدا و
ہاں یہ ہاں ہے اعدا وں سے ہاں بچے و قعدت سے نکا ہاں ہے ہا

حفظ نہیں کرتی

[illegible][illegible]

حضور کی نماز

سب خوں سے کہ آپ جو عمارت پڑھتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں
 ہے محض بدعتی تقلید ہے۔ کیا یہ تمہارے قیوں ہوگی؟ میں نے کہا آپ ایمان داری
 سے بنا ہیں کہ حب و تکبر فریاد سے کہ سلام طلب ہمارے ہر سرور و سرور
 غرض و طر معصی ہمارے؟ اگر ہے تو در صدا دیں۔ سوچئے کہ وہ تین مسائل
 سے سادہ کجے کسی مسئلے کی دلیل یا دھمکی میں نے کہا تو آپ کے قرار سے آپ
 میں ہمارے سادہ تقلیدی ہے وہ کیسے قبول ہوگی؟ سادہ پریشان سا ہو۔ مجھے لگا کہ
 جانتے ہیں کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اور جمہور سے حدیث کا مطالبہ
 کرتے ہیں درمیان میں روپے عام رکھتے ہیں مگر کوئی حسی جواب نہیں دیتا میں سے
 ہر صحت بھی روپے شیب شیب سے پوچھتے ہیں۔ آپ ہی میرے مطالبہ پورے فرما دیں اور

صدقہ ظاہر : کر کے وحید رمال نے محاسبہ عوامی کو دیا کہ یہ آپ ہے ۔

(۱۰۵۴) شعیبؑ و حمزہؑ و جعفرؑ و یونسؑ کے سوا سب کے سوا
 ان چار کے سوا ہر ایک کے لئے ایک عرصہ عطا کیا گیا ہے۔

معصوم کو سنا ہے ہاں فی حرمِ راجہ قلعہ سے پورے سہ ماہ پہلے
 یہاں پہنچی۔ لاہور و کراچی کے ہاک میں وحید صاحب نے یہاں سے
 ہمارے پورے نقشہ سارے پورے چھپنے چلائے۔ اب اس کی ایک کاپی ملے گی۔
 دوسرے سہ ماہ پہلے سے

(۶) حتی کہ تجھے کسی سے دوست یا قلمیں طرف سے کرے وہ پشت

(۸) حرف کہتے ہیں کہ بے دلائل بی کو قرآن کو اتھارے لگا چاہے مگر
نفس سے صاف کہ دیا۔ محض دس مصحف حار پاشد عرف عادی صمد
یہ بے دلائل محض، اور چھ ہاں ہے۔ صد آئینہ صاف ہے۔ حصہ صمد معنی
نہی حمد صاف دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ وہ ٹکڑے صاف فرماتے ہیں۔ یہاں سے
بدروں و من حاکم میں قصوں طرف سے کہنا جو کہ محض صاف ہے۔ اس سے
فتیہ صاف اس میں سے۔ اس سے حق کیا جائے مگر اہل حدیث کے مال تو
وہ صاف صاف محض صاف سے بڑا ہے۔ چنانچہ یہی صاف صاف ہے
یہ صاف صاف ہے کہ وہ صاف صاف ہے کہ وہ صاف صاف ہے کہ وہ صاف صاف ہے
۷۔ یہ صاف صاف صاف سے مردہ صاف صاف سے کہ وہ صاف صاف ہے۔ (۸) صاف

[illegible]

· 1980 年第 4 期 · 4 · 第六届全国城市经济理论学术讨论会

[illegible]

حیاتِ جاہلیہ میں حج عید مبارک سے پہلے
 مہاجرین کے ساتھ پہنچنے میں بہت تاخیر ہوئی۔ ان مہاجرین
 یوں میں مشغول ہوئے کہ وہ ان کے مالی مسائل و نقدیوں سے
 مطمئن نہ ہو سکتے تھے۔ ان کے خائفانہ رویے و تشویش
 حضرت اہل بیت علیہم السلام کی وہ عکاسی تھی۔ جب سے وہ
 سید ہوسے ٹولامہ سے نکل کر دہلی پہنچے تھے ان کی مسرت
 سے ہمیں عاتق کا وہ دنیاوی مسرت نہ تھا۔ وہ اپنے اپنے گھر
 لٹائے کے گھر وے گھر سے ہیں۔ ان کے گھر میں کتنی کتنی
 حرکات سے رہ گئی ہیں۔ وہ دہلی سے پہلے وہ دہلی کا
 پاس نہیں۔ جس واقعہ میں حضرت حنظلہؑ سے عاتق کا ڈر ظاہر کیا وہ حضرت
 کا رعب کا تب رہا۔ ان میں وہ اس حضرت حنظلہؑ کو فرشتہ سے مسل ویا
 حضرت اہل بیت علیہم السلام میں یہ غصیل ہو۔ مفاہات مشاہدہ سمجھنا
 ہے۔ سید احمد صاحب کو یہ ہدایہ گنا تو وہ سب پریشان ہوئے وہ توہ تیر کر
 گئے۔ یہ ہم کو اس غصہ میں لوٹ چھا ہے۔ ان کے لئے تو کون کون سے پیشانی

[illegible]

کے پاس سے سب گئے تھے۔ وہاں دو گویں صوبہ میں سب
صاحبانِ عدالت سب و جماعت سب پر تھے۔ اس کے مسائل ان سے
تھے وہ صمد کا وہ خوب ذہن میں کی غلطیوں کا محفل ناموں سے
لوگوں کا چھوڑ کر صوبہ دار سے تھے تھیں۔ سب سیدیا میں تھیں۔
ہفت سو سے اس کے پاس کے جو عمر ملاں کا شمار ہے تھے۔ ان کا
رہاں فکر میں تھا۔ وہ اپنے کے لئے اس طرح مانتے تھے کہ وہ
میں سے ان کا شمار ہے۔ اس کے علاوہ باقی پھیلے در سبوں کا
ان سام سے تھیں۔ اس سے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔ سب میں تھے وہ
کراہوں۔ تھیں سب حد میں ست و تجربہ مستحق ہی وہ مردوں کا
سے مٹا دیا۔ اس سے پھیلے وہ اس سے تو ابھی خبر نہ ہو گا۔ وہ مردوں کو بھی
خبر نہ رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے حق پر استقامت نصیب فرمائے۔ دریت میں اس سے
ڈرتے وہ اس سے تھیں۔ محفوظ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ایک وکیل صاحب سے دلچسپ گفتگو



ایک ایم سے سلامیت یڈوکیٹ سے ملاقات

[illegible]

ہاں! رگڑا رگڑا ہے لگ آباد ہیں فچھے لگتے ہیں لیکن وہ حد تک
 ہے پہلے رہیں حد تک سے جس میں وہ رہیں انہیں نہیں ہے، یہ وہ عطا
 تہذیب کے درجہ فریہ و اقصیٰ رکھ و اقصیٰ ہے یہ وہ شہوت میں مصروف
 ہیں۔ لہذا ان سب کو مقامت نصیب فرما دیں وہ ہر قسم کے شرور و قتل سے
 ان کی حفاظت فرمائیں۔ ان کے برعکس کچھ لوگ ہیں جو بس اسی کو کہ خیر سمجھتے ہیں
 کہ یہ سب جیسے جیسے مسلمانوں سے دلوں میں فحش و دساؤں پیدا ہو دیے جائیں جس سے
 ذلیل وہ لوگ رہیں سے رہ رہ جاتے ہیں یا کم از کم ہلکے و شہساک کی وجہ سے

۱۔ سب سے پہلے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔
 ۲۔ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔
 ۳۔ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔
 ۴۔ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔
 ۵۔ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔
 ۶۔ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔
 ۷۔ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔
 ۸۔ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔
 ۹۔ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔
 ۱۰۔ میں نے اپنے آپ کو بے گناہ نہیں سمجھتا۔

فرمیں کہ حفاظ مسلمانوں پر ہیں حفاظ فرمیں کہ یہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے
 سے نہیں نکالیں۔ مگر نگہ کے دور میں یہ مسلمانوں کا ہوا جو اب
 و حقوق کے دور میں مسلمانوں کو نگہ و حقوق کا ہے۔ بھی کہتا ہے کہ مسلمان
 میں پچھلے دور میں بھی پچھلے دور میں مسلمانوں سے مسلمانوں سے مسلمانوں سے
 فرمیں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں
 سے مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں
 حکومتوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں
 مسلمانوں کے دور میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں
 میں قسم کے دھوکوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں
 مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں
 چسپاں کرتے ہیں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں
 محدث نہیں ایک حدیث کی ایک حدیث کی ایک حدیث کی ایک حدیث کی ایک حدیث کی
 تو پھر مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں مسلمانوں میں
 مسائل و حدیث کو مانتے ہیں فقہ و سنت کی رے و سنت کی رے و سنت کی رے
 حدیث مانتے ہیں میں نے کہا کہ قرآن پاک تو تقریباً ہر مسلمانوں میں گھر میں

[illegible]

سے بڑا نام دلشان۔ یہاں منظور ہوتا ہے کہ صدیقیوں سے جن جماعت کے عمال سامے
ہدایت برحق یعنی لفظ علیہ السلام کی حد سے حد ہیں۔ یہاں سے دیکھ کر کہیں پر حکمت
مستغرق و جے حد فوس ہو کہ یہ مراد سلام یہ رہا کہ جس لفظ علیہ السلام کا
مسئلہ حلال یا بھرت مسلمان جمع ہوئے ہیں وہاں ہوں جس حد میں کامیاب و
نہ۔ اہل نہ پت کا مینع ہو کہ جسی سر میں پات سے کہ دعویٰ تو مست کا اور پھر
صاحب ست مسئلہ ہے فکر میں یہ طبع میں اس دعویٰ کہ قوم کا کوئی حصہ بھی ہو
فوس نالہ

۱۰۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۱۱۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۱۲۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۱۳۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۱۴۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۱۵۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۱۶۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۱۷۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۱۸۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۱۹۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔
 ۲۰۔ اربع ۲۰۰۰ میں سے ہاں عبد بن محمد کی حدیث: شرعاً۔ اچھے۔ سے ہے چاہت۔

انہوں نے کہا آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ تمام سلاطینِ اسلام حنبلی سے

مولانا غلام اللہ کا اعتراف حق

غیر مقلدین کے شیخ اسلام نے ۲۰ ستمبر ۱۹۳۲ء کو ایک خط لکھا ہے فرقہ واریت، حاد اہل حدیث مرتسب علی شریع کیا اس میں فرمایا ہے: یہود و نصاریٰ، جب حسب (غیر مقلدین) کے کٹر وافر دہاتے ہیں کہ مولانا محمد صاحب دہلوی صاحب آٹھ سو اسی جیل میں مقیم ہیں، جب آپ وہاں آجائے تو اس مقدس شہرے سامعین میں سے کسی کو اہل حدیث سے پایادہ نہ مل جائے گا کوئی مددگار نہ ہوگا نہ دیگر کسی خدمت کے آئندہ اس جہالت کے وہاں موجود اس نہ مل جائے گا وہاں نہ

ہیں۔ یہ درست ہے اور بجائے۔ آخر سلاطین حسنی کیوں نہ ہوتے جبکہ حسنی فقہ نے شراب اور زنا کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ امام ابو یوسف ہارون رشید کو خود شراب پنا کر ہلانے تھے۔ اس شراب کا نام ہی ابابوسفی تھا۔ میں نے مجاہد ستبری جہارت سے کہ تمام سلاطین اسلام کو زانی اور شرابی سمجھا جائے، اٹھا کھل کر تو شاید کسی کھلے کافر نے بھی آج تک نہ سمجھا ہو گا اور اس سے بڑی جہارت یہ ہے کہ تمام فقہائے اسلام کو شراب اور زنا کا جائز قرار دینے والا سمجھا جائے۔ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقہ کو خیر اور فقہاء کو فیہار فرمائیں اور آپ لوگ فقہ کو شر اور فقہاء کو شرار قرار دیں۔

قیام حشر کو نہیں نہ ہو کہ اک کلچری گہنی
کرے ہے حضور بلبل بیتان نوا سخی

۳۔ حضرت سلی اللہ علیہ وسلم نے پانکل بجایا تھا کہ اس امت کے آخر میں ایسے لوگ آئیں گے جو اس امت کے اسلاف کو لعن طعن کیا کریں گے۔ اس فرمان رسول کی صداقت کا غیر مقلدین نے آنکھوں سے مشاہدہ کر دیا۔ انہوں نے سمجھا عالمگیری میں شراب کو جائز سمجھا گیا ہے جو بادشاہ کے لئے لکھی گئی ہے اور شراب ابابوسفی کا ذکر بھی اسی میں ہے۔ میں نے عالمگیری کا اردو ترجمہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہاں لکھا تھا: "خمر کے چھ حکم ہیں۔ (۱) اول یہ کہ خمر کا تھوڑا پینا اور بہت پینا سب حرام ہے اور اس سے دوا کے طور پر بھی اشتقاق حرام ہے۔ (۲) دوم یہ کہ اس کی حرمت کا منکر کافر ہے۔ (۳) سوم یہ کہ جس طور سے لوگ متاع (گائے) حاصل کرتے ہیں مثلاً بیع و غیرہ کے طور پر خمر کے مالک ہونا یا دوسرے کو مالک کرنا یہ بھی حرام ہے۔ (۴) چارم یہ کہ خمر کا تقوم باطل ہو گیا حتیٰ کہ خمر کا تلف کرنے والا ضامن نہ ہو گا، یعنی کسی نے کسی کی شراب اٹھ لیں کر خنان کر دی تو اس کو شراب کی قیمت نہیں دینی پڑے گی۔ (۵) پنجم یہ کہ خمر مثل پیشاب اور خون کے نجاست ظریف ہے۔ (۶) ششم یہ کہ اس کے تھوڑا یا بہت پینے سے حد شرعی واجب ہوتی ہے۔

(عالمگیری جلد ۹ صفحہ ۸۱۲) خدا کا خوف کرو کیا اسی کا نام شراب کی کھلی چھٹی ہے؟ ہمارے ہاں خمر پیشاب کی طرح ناپاک اور آپ کے ہاں خمر پاک (نزل اللہ ار جلد ۹ صفحہ ۸۱۹) انہوں نے مجاہد شراب ابابوسفی کا کیا قصہ ہے؟ میں نے کہا ابابوسفی خمر نہیں ہے اس کا نام بخت یا مثلث "عالمگیری" نے بیان کیا ہے۔ میں نے سمجھا کہ حسنی ابو یوسف کا وصال ۱۸۲ء میں ہے۔ آپ نے عالمگیری سے حوالہ دیا جو ۱۸۸ء تک کتاب ہے جب کہ نسائی ۳۰۰ء جو کہ صحاح ستہ میں شامل ہے اس میں ہے:

عن ابراہیم قال لایاں یمنہذا البخی "بخی یعنی شیرہ کے پینے میں کچھ قباحات نہیں تو اگر قاضی صاحب نے ہارون رشید کو شیرہ کے پینے کی اجازت دی تو یہ کس حد بیٹ کے خلاف ہے۔ آپ کوئی آیت یا حدیث پڑھیں جس میں بخی کو حرام قرار دیا گیا ہو اور بخاری ۲۵۰ء میں بیکہ حضرت عمر ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل نے ظلم، مثلث کا پینا درست رکھا ہے۔ (بخاری مترجم جلد ۲ صفحہ ۲۸۰) کیا ان حضرات کو بھی قاضی ابو یوسف فتویٰ دے آئے تھے۔ آپ صرف اور صرف ایک حوالہ دیں کہ فقہ حسنی میں خمر کے ایک قطرے کو بھی حلال یا پاک سمجھا گیا ہو۔ ورنہ اس جھوٹ سے فوبہ کریں۔

انہوں نے سمجھا لیجئے میں خمر کا لفظ دکھاتا ہوں اور مختار میں صاف لکھا کہ خمر میں گندم کو جوش دیا جائے تو وہ کئی بار جوش دے کر سوکھانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ میں نے در مختار دکھائی کہ اس میں ہے جو گیسوں شراب میں پکائی جاتے وہ کبھی پاک نہ ہوگا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ (صفحہ ۱۴۲) آپ نے یا تو خیانت کی ہے یا جہالت سے ایسا کیا ہے۔ پھر میں نے نزل اللہ ار دکھائی کہ آپ کے ہاں تو خمر ہی پاک ہے۔ خمر میں پکایا یا ہو گیسوں پاک ہے بلکہ خمر میں آٹا گوند کر روٹی پکائی جائے تو اس کا کھانا بھی حلال ہے۔ اس نے کہا آپ کے ہدایہ میں لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا جائز ہے۔ میں نے دکھایا کہ صاحب ہدایہ نے ساتھ ہی حدیث بھی دی ہے: "خیر خلکم خلا خمرکم بہترین سرکہ وہ ہے جو شراب سے بنایا جائے۔ اور آپ کے ہاں بھی یہی

ہے، اما الخمر اذا صغر خلا فیمبر خلا لا شراب سرکہ بن جاسے تو حلال ہے۔ (نزل الارار جلد ۱ صفحہ ۱۸۵) لیجئے بخاری میں بھی ہے کہ حضرت ابو دوداؓ نے فرمایا کہ شراب (خمر) میں گھلی ڈال دیں اور سورج کی دھوپ میں رکھ دیں تو اب وہ شراب نہیں رہتی یعنی سرکہ بن کر حلال ہے۔ بخاری تو بدایہ سے پہلے لکھی گئی ہے۔ پہلے اعتراض اس پر کرنا چاہئے تھا۔ اب موصوف بچتے لگے کہ ہاں شراب کا سرکہ بن جاسے تو اس کے حلال ہونے میں تو شک نہیں ہے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے، ابو یوسف قاضی کیسے بنا۔ اس نے ہارون رشید کو فتویٰ دیا تھا کہ اپنے باپ کی لونڈی سے مجھے محبت کرنا حلال ہے۔ اس کے صلہ میں اسے قاضی بنا دیا گیا۔

قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ

میں نے کہا آپ کو یاد رہے کہ جو الفاظ بھی آپ کے منہ سے نکل رہے ہیں، ایک ایک لفظ کا اللہ کے ہاں حساب ہوتا ہے۔ محدث علی بن صالح (۱۵۱ھ) جب حدیث روایت فرماتے تو فرماتے: حدثنا افقه الفقهاء وقاضی القضاة وسید العلماء ابو یوسف یعنی مجھے اپنے دور کے سب فقہاء سے بڑے فقیہ اور قاضی القضاة عاموں کے سردار نے حدیث سنائی اور محدث علی بن الجعد (۲۳۰ھ) جو بخاری کے استاد ہیں، فرمایا کرتے جب تو ابو یوسف کا نام لینا چاہے تو پہلے اپنے منہ کو صابن اور گرم پانی سے خوب پاک صاف کر لے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم میں نے ابو یوسف جیسا محدث نہیں دیکھا۔ آپ صائم الدہر تھے اور قاضی بننے کے بعد بھی روزانہ دو سو نفل پڑھتے تھے کسی مسلمان پر تہمت لگانے کے لئے ثبوت چاہئے۔ آپ نے جو واقعہ ان کی طرف منسوب کیا ہے اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

آپ کے نواب صدیق حسن خان بھی لکھتے ہیں، کہ واقعہ بالکل بے اصل ہے۔ (کشف الالتباس صفحہ ۲۹۹) اور پھر آپ نے جو اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ اس وجہ سے ہارون رشید نے قاضی صاحب کو قاضی بنایا یہ تو جہالت کا بہت بڑا کرشمہ ہے۔

کیونکہ قاضی صاحب کو خلیفہ مہدی نے اس عہدہ پر فائز فرمایا تھا۔ پھر خلیفہ ہادی کے زمانہ میں بھی وہ اس عہدہ پر فائز رہے۔ اس کے بعد ہارون رشید کے زمانہ میں بھی وہ اس عہدہ پر فائز رہے۔ (مقدمہ کتاب الخراج) حضرت قاضی صاحب کا تو خوف خدا میں یہ حال تھا کہ آخری بیماری میں بست پریشان تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے کبھی بدگامی کی، نہ کبھی زندگی بھر میں ایک درہم بھی حرام کا کھایا اور نہ زندگی بھر کے فیصلوں میں کبھی نا انصافی کی۔ ہاں ایک مرتبہ نا انصافی ہوئی کہ میں ہارون رشید خلیفہ کو کچھ فیصلے سنارہا تھا کہ ایک عیسائی آیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ قتال باغ غصیلہ نے مجھے سے غضب کیا ہے۔ میں نے خلیفہ سے پوچھا اس نے کہا وہ تو مجھ خلیفہ منصور سے میراث میں ملا ہے۔ میں نے عیسائی سے کہا کہ تیرے پاس کوئی گواہ ہیں، اس نے کہا نہیں۔ گواہ تو نہیں آپ خلیفہ سے قسم لیں۔ میں نے خلیفہ سے قسم لی۔ اس نے قسم اٹھائی اور عیسائی چلا گیا۔ اب میں اس پر ڈر رہا ہوں کہ میں نے عیسائی کو خلیفہ کے ساتھ بٹھا کر یہ مقدمہ کیوں نہ سنا۔ اس پر رد رہے تھے۔ (مناقب ذہبی صلیحہ ۴۲) حضرت قاضی صاحب بیمار تھے اولیٰ کامل نے حضرت عبدالرحمن بن القواس سے فرمایا کہ قاضی صاحب کی وفات ہو جائے تو مجھے بھی خبر دینا۔ عبدالرحمن فرماتے ہیں، میں باہر نکلا اور قاضی صاحب کے گھر کی طرف گیا تو قاضی صاحب کا جنازہ بالکل تیار تھا۔ میں سوچا اب حضرت خواجہ معروف کرمی کو بتانے جاؤں تو میں خود جنازے سے رہ جاؤں گا۔ اس لئے میں نے نماز جنازہ پڑھی اور پھر آکر حضرت معروف کرمی کو خبر دی، آپ کو سن کر بہت صدمہ ہوا۔ حضرت معروف کرمی نے فرمایا، آج ہی رات میں نے خواب دیکھا کہ میں گویا جنت میں داخل ہوا ہوں۔ تو ایک بست خالدہ محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ قاضی ابو یوسف کا ہے۔ میں نے پوچھا ایسے عالی شان محل کے رہ حق دار کیسے بنے؟ تو بتایا گیا کہ انہوں نے لوگوں کو خوب علم سکھایا اور لوگوں نے ان پر کئی بے بنیاد

الزامات لگائے۔ (منہ قب ذہبی صفحہ ۲۳)۔ امام محمدؒ کے وصال کے بعد ولی کامل محدث اعظم ابدال وقت نے خواب میں انہیں دیکھا اور پوچھا محمدؐ کیا گزری؟ فرمایا اللہ نے فرمایا میں نے تجھے علم کا خزانہ بنایا تھا اس لئے کوئی عذاب نہیں، جا جنت میں چلا جا اور میں اس عظیم الشان عمل میں ہوں۔ میں نے پوچھا قاضی ابو یوسف کہاں ہیں؟ فرمایا وہ مجھ سے بھی بلند مقامات پر ہیں، پھر میں نے پوچھا امام ابو حنیفہ کہاں ہیں؟ فرمایا وہ تو کئی درجے ہم سے بلند ہیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۲) میں نے کہا جو لوگ صدیوں سے جنت نشین ہیں، آپ اب بھل ان کو معاف نہیں کرتے۔ وہ کھٹے لگے کہ قاضی صاحب نے ایک حیلہ بتایا کہ آدمی لوٹنی کی وجہ کو لو آدمی سب کو رد اور یہ واقعہ تو خطیب بغدادی نے سند سے لکھا ہے۔ میں نے کہا یہ خطیب نے جلد ۲ میں لکھا ہے جبکہ جلد سوم اس کی سند کے راوی محمد بن ابی الزہر کے بارے میں خود کلمہ آئے ہیں کہ کان کذابا قبیح الکذب ظاہرہ یعنی وہ کلمہ کذاب ترین جھوٹ بیان کرتا تھا۔ پھر اس سند میں حماد بن اسحاق موصی ہیں یہ دونوں باپ بیٹا زمانہ کے مشہور گویے تھے ایسے جھوٹوں اور گویوں کی روایت سے ان جلیل القدر ائمہ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ انہوں نے کھاشایہ بعض شوافع نے اس قسم کے واقعات انہوں نے ذکر کئے ہوں کہ امام شافعی جب عراق گئے اور خلیفہ ہارون رشید کی مجلس میں پہنچے، خلیفہ کے سامنے قاضی ابو یوسف نے امام شافعی کو بہت گرانا چاہا، آخر ہارون الرشید نے ان دونوں کا مناظرہ کرایا، جس میں قاضی ابو یوسف کو بری طرح شکست ہوئی۔ یہ کہتی بری بات ہے کہ قاضی صاحب نے محض حسد سے ان کو گرانے کی کوشش کی، حالانکہ انہیں تو عالم کی حوصلہ افزائی کرنا چاہئے تھی اور یہ واقعہ سند کے ساتھ مذکور ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی سند میں عبد اللہ بن محمد البلوہی ہے جس کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

(سیرۃ الامتدال جلد ۲ صفحہ ۹۱)

جب دور رسوں پر کتب صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہوتا تھا تو قاضی صاحبؒ کیوں نہ بولے گا؟ اس سند کا دوسرا راوی احمد بن موسیٰ انصاری ہے جس کو میزان میں ذہبی نے حین وحشی کہا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۵۹) ایسے جھوٹوں کی روایات سے آپ ائمہ کبار پر تہمتیں لگاتے ہیں؟ اور اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی تاریخی شہادت یہ بھی ہے کہ حضرت امام شافعیؒ ۳۵۰ھ میں عراق تشریف لائے جبکہ اس سے دو سال قبل حضرت قاضی صاحبؒ وصال فرما چکے تھے۔ کیا وہ دو سال بعد قبر سے اٹھ کر امام شافعیؒ سے مناظرہ کرنے آئے تھے؟ آپ لوگوں کا عجیب معاملہ ہے۔ انکار پر آدمی بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۲ کی حدیث "قرب نوافل" اور مسلم جلد ۳ صفحہ ۳۳ کی حدیث اذا نرا فانصروا کا انکار کر دو اور ماننے پر آؤ تو ایسے جھوٹے قصوں کو جوئی آسانی سے بڑا درجہ دے دو۔ انہوں نے کہا یہ جن سلاطین اسلام پر آپؐ فخر کرتے ہیں یہ جی تو ہیں کہ حرم مکہ میں مارے پانچ سو سال ان کی حکومت میں چار مصلے رہے۔ اللہ بھلا کرے سعودی حکومت کا اب ایک ہی مصلیٰ ہے۔ میں نے کہا جب چار مصلے تھے، تمہارا مصلیٰ اس وقت بھی نہیں تھا اور اب ایک ہے تو تمہارا اب بھی نہیں ہے۔ ہاں اس سے انشاید چار کہ اہل سنت کے مذہب چار ہی ہیں۔ آپ کا اہل سنت میں کبھی بھی شمار نہیں ہوا۔

دہ کہنے لگے ہارون رشید نے کہ مکرم میں امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کا مناظرہ کرایا جس میں امام مالکؒ تھے۔ اس میں اذان اصباح اور وقف کے مسائل زیر بحث آئے جس میں ہارون رشید کے سامنے ابو یوسفؒ کو شکست کھانی ہوئی اور آپؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے ان تین مسائل کو چھوڑنے کا اعلان کر دیا اس کلام کو سننے ہی عوام میں ایک کھلبلی مچ گئی اور آوازیں آنے لگیں آپؒ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ تقلید کو توڑتے ہیں اور امام صاحبؒ کے مذہب سے منہ موڑتے ہیں۔ (طریق محمدی صفحہ ۱۱۸) میں نے فوراً جواب دیا امام ابن الجوزیؒ نے بے سند اس کا تذکرہ کیا ہے اور

لکھا ہے کہ یہ مناظرہ ۱۸۱۳ء میں ہوا۔ اب اگر کان مناظرہ پر غور فرمائیں۔ ہارون رشید
 ۱۷۹۰ء میں خلیفہ بنا اور ۱۸۱۳ء میں وفات پائی اور امام مالکؒ جو اس مناظرہ کے ثالث
 بنائے جاتے ہیں وہ ۱۷۹۵ء میں مناظرہ سے پانچ سال پہلے وصال فرما گئے تھے اور پہلے
 مناظر قاضی ابو یوسفؒ اس مناظرہ سے دو سال قبل ۸۰۴ھ میں وصال فرما گئے اور امام
 شافعیؒ ۱۸۰۲ء میں تو امام محمدؒ سے پڑھنے عراق گئے۔ دسے تھے وہ طالب علم تھے، ابھی
 بحیثیت عالم ان کا تعارف ہی نہ تھا، انہوں نے ۸۰۵ھ میں اجتہاد کا آغاز کیا۔ چو سال
 تھیں مذہب قدیم مرتب فرمایا، پھر مصر تشریف لے گئے اور وہاں مذہب جدید کی
 تہذیب شروع فرمائی۔ ۸۰۴ھ میں وصال فرمایا۔ پھر اس مناظرہ میں یہ ہے کہ حضرت
 ابو سعید خدریؒ سونے رسول تھے جس کا کوئی ثبوت کسی حدیث کی کتاب میں نہیں۔
 اس مناظرہ میں ہے کہ ہلال کے پوتوں نے بتایا کہ ہلال کی نازان میں ترجیح تھی نہ ہی
 کسی تاریخ میں ہلال کے پوتوں کا ثبوت نہ ہی ان کی مدینہ میں سکونت ثابت ہے اور
 پھر یہ بات احادیث متواترہ کے خلاف کہ کتب احادیث میں حضرت ہلالؒ سے عدم
 ترجیح والی نازان ہی متواتر ہے۔ (خطاوی) یہ سب باتیں اس فرضی مناظرہ کے
 جمع ہونے کے دلائل ہیں۔ ہاں جو نتیجہ ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری
 صدی میں عربین شریعت میں امام صاحب کی تقلید اس قدر مضبوط تھی کہ عالمی ہو گیا
 قاضی القضاۃ کو بھی وہ امام کی تقلید سے لگتا نہ دیکھ سکتے تھے اور اس پر بھی شور اور
 کھلبلی مچ جاتی تھی، اس کھلبلی پر ہی ہارون رشید نے انکار کیا نہ امام مالکؒ نے نہ ہی
 امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ نے جس سے معلوم ہوا کہ اس وقت تقلید شخص کے
 وجوب پر سب کا اجماع تھا۔ جو لوگ یہ جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ چوتھی صدی تک
 تقلید شخص کا وجوب تو کیا وجود بھی نہ تھا، ان کو اس جھوٹ سے توبہ کرنی چاہئے۔ اب
 وہ صاحب فرمانے لگے الحمد للہ میری بیست سی غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں۔ میں پھر کسی
 وقت دوبارہ حاضر ہوں گا۔